صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

اسلامی منہاج فکر میں عقل: حجیت، اہمیت اور حدود

Reason in the Islamic Framework of Thought: Its Authority, Importance, and Limits

Hafiza Sana Quddus
PHD Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, Government College University, Faisalabad hafiz.201308047@gcuf.edu.pk

Dr. Hamid Raza
Assistant professor, Department of Arabic and Islamic Studies, Government College University, Faisalabad hamid.raza@gcuf.edu.pk

Prof. Dr Humayun Abbas Shams
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad drhumayunabbas@gcuf.edu.pk

Abstract:
The Creator of the universe has bestowed upon the children of Adam a unique honor and distinction, elevating them to the status of the noblest of creation through the extraordinary attributes of reason and consciousness, qualities with which other creatures of the world have not been endowed in the same manner. As human beings in general, and as Muslims in particular, this distinction should be a source of pride for us, but it should also be reflected in our actions. Allah, the Exalted, has blessed human beings with the great gift of reason so that they may acquire intellectual insight and, alongside the pursuit of knowledge, contemplate the subtle wisdom underlying the creation of the universe and humankind. This clearly indicates that mere recitation is not sufficient; rather, as Muslims, it is essential for us to understand the Divine verses through reason, understanding, and intellectual insight.

Fundamentally, reason is an attribute of human beings that is used in both outward and inward senses. Unlike many other blessings bestowed upon human beings, reason is associated with both the spiritual and physical dimensions of human existence. This is why the definitions, explanations, and applications of reason have been subjects of discussion since ancient times. On the one hand, these discussions have broadened the scope of reason and its functions; on the other hand, they have highlighted the need to determine its boundaries and limitations.

Islam associates' reason with human existence itself. This quality is not restricted by religion, faith, race, or nation; rather, it is an honor bestowed upon the children of Adam without discrimination. Islam, being a complete way of life, regards this distinction as a guiding light for the understanding

of religion and the advancement of humanity. Islam calls upon human beings to engage in reflection and contemplation rather than adhere to blind imitation. It is evident that Islam is not opposed to reason. However, in order to keep it on the path of truth, Islam establishes certain boundaries and limitations. These restrictions ensure that this source of guidance and intellectual insight remains meaningful, balanced, and properly directed. Therefore, before understanding the position and status of rational thought in Islam, it is necessary to examine the meanings and concepts associated with reason so that its true nature may be understood from both linguistic and terminological perspectives.

Keywords: *Reason, Religion, Verses, Limitations, Faith*

خالقِ کائنات نے بنی آدم کو جس شرف و اعزاز سے نواز کر اشرف المخلوقات کے درجہ فضیلت پر استواء کیا وہ "عقل و شعور" جیسی صفتِ بے مثال ہے جس سے دیگر مخلوقاتِ عالم کو محروم رکھا گیا۔ انسان ہونے کے ناطے عموماً اور مسلمان ہونے کے ناطے خصوصاً یہ شرف ہمارے لیے قابلِ فخر بھی ہے اور قابلِ عمل بھی ہونا چاہیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اکتساب بصیرت قلب کے لئے "عقل" جیسی نعمت عظیم سے سرفراز فرمایا۔ تاکہ وہ حصولِ علم کے ساتھ ساتھ تخلیق عالم و آدم کی لطیف حکمتوں پر بھی غور و فکر کر سکے۔ یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ دہی ہے کہ محض تلاوت کافی نہیں بلکہ بحیثیت مسلمان اپنی عقل اور فہم و فراست کے ذریعے آیات ربانی کو سمجھنا ازحد لازم ہے۔

عقل بنیادی طور پر انسان کی وہ خوبی ہے جو ظاہری و باطنی دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ انسان کو عطا کی گئی دیگر نعمتوں کے برعکس "عقل" کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ برابری کی سطح پر ہے یہی وجہ ہے کہ عقل کی تعریفات، تشریحات اور استعمالات پر روزِ اوّل سے بحث کی جاتی رہی ہے جس نے ایک طرف عقل کے دائرہ ہائے کار کو وسعت عطا کی تو دوسری طرف اس کی حدود و قیود کو متعین کرنے کی ضرورت کو بھی واضح کیا۔ اسلام عقل کو وجود انسانی کے ساتھ منسلک کرتا ہے یہ خوبی مذہب، دین، نسل اور قوم کے ساتھ نہیں بلکہ بنی آدم کو بلا کسی امتیاز شرفِ فضیلت عطا کرتی ہے۔ اسلام جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے وہ اس اعزاز کو فہم دین اور ترقی انسانیت کیلئے مشعل راہ قرار دیتا ہے۔ اسلام اندھی تقلید کی بجائے تفکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام عقل کا مخالف نہیں مگر اُسے راہ راست پر رکھنے کے لیے چند حدود و قیود کا تعین ضرور کرتا ہے تاکہ اس سرچشمہ ہدایت کو بامعنی اور متوازن سمت سے روشناس کر سکے۔ اسلام میں عقلیات کے مقام کو سمجھنے سے پہلے عقل کے معانی و مفاہیم کے بارے میں جاننا ضروری ہے تاکہ لغوی و اصطلاحی اعتبار سے اس کی حقیقت کو سمجھا جا سکے۔

عقل کے لغوی معنی

عقل عقل یعقل عقلاً و معقولاً سے ماخوذ ہے۔ عقل کا لفظ عربی زبان میں عَقَلَ کے ساتھ اسم کے طور پر "سمجھنا" کے معانی میں مستعمل ہے۔[1]

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ"[2]

---

[1] ۔ ابن منظور، لسان العرب ، دار اللسان العرب، بیروت، س، ن ، ج : 2،ص: 845

[2] ۔البقرۃ:171

(وہ گونگے بہرے اندھے ہیں بس کچھ سمجھ نہیں سکتے۔)

لسان العرب میں بیان ہوتا ہے:

”ورجل عاقل وهو الجامع لامره وراية ماخوذ من عقلت البصير اذا جمعت قوائمة “[3]

(عاقل بندہ کام اور رائے کو جمع کرنے والا ہوتا ہے اور یہ ماخوذ ہے ”اونٹ کو بٹھا کر اس کی اگلی دو ٹانگوں کو باندھ دیا گیا ہے۔“)

راغب کے نزدیک عقل سے مراد ”قوتِ علم“ ہے۔

”العقل يقال للقوة المتهيئة لقبول العلم ويقل للعلم الذي يستفيده الانسان بتلك القوة العقل“[4]

(العقل: اس قوت کو کہتے ہیں جو قبولِ علم کے لیے تیار رہتی ہے اور وہ علم جو اس قوت کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے اُسے بھی عقل کہتے ہیں۔)

عقل کے اصطلاحی معنی

اصطلاحی طور پر ”عقل“ کے لفظ کا اطلاق مختلف معانی وحالات پر کیا جاتا رہا ہے۔ مجم الوسیط میں ”عقل“ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"ما يقابل الغريزة التى لا اختيار لها ومنه الانسان حيوان عاقل و ما يكون به التفكير والاستدلال وتركيب التصورات والتصديقات و ما به يتميز الحسن من القبح و الخير من الشر و الحق من الباطل"[5]

(اس فطرت وخصلت کے مد مقابل (جس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا) چیز عقل ہے اور اسی کی وجہ سے انسان عقل مند حیوان ہے غور وفکر اور استدلال اسی سے ہوتا ہے، تصورات اور تصدیقات کو جوڑنا ہے (اور ان سے نتائج اخذ کرنا) پھر اچھا اور برا خیر اور شر نیز حق وباطل میں تمیز بھی اسی سے ہوتی ہے۔)

[3] ۔ ابن منظور، لسان العرب ، ج : 2،ص: 845

[4] ۔اصفہانی، امام را غب ،المفردات فی غریب القرآن ، دار المعرفة ، بیروت،ج: 2، ص: 348

[5] ۔ ابراہیم انیس ، معجم الوسیط ،مجمع اللغة العربية ،مكتبة الشروق الدولية ، مصر ، 2004، ص :617

عربی زبان میں لغت کی وسعت عقل کے معانی میں بھی نظر آتی ہے ایک طرف نظری مفہوم لیا گیا ہے تو دوسری طرف عملی تصور مراد ہے اس لیے عقل کے لغوی واصطلاحی معنی نے تنوع و تبدیلی کے بہت سے مراحل طے کیے۔ اس سلسلے میں تطور معانی العقل في الادب العربي عن الحسی الی المجرد کے عنوان سے شائع شدہ مقالہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جو اس امر کی وضاحت نہایت احسن طریقے سے کرتا ہے کہ عقل کے معنوی ارتقاء میں حسی، تجریدی اور تاریخی تبدیلیاں کیونکر اور کیسے رونما ہوئیں مقالہ نگار کے نزدیک:

لسانی ترقی کی کچھ خصوصیات ہمیں بتاتی ہیں کہ لغوی اندراجات میں پہلے معنی ٹھوس اور مادی معانی ہوتے ہیں پھر الفاظ کے معانی مادی سے تجریدی پھر استعاراتی اور پھر روایتی کی طرف نکلتے ہیں۔[6]

لہٰذا یہ تبدیلیاں بطور ثبوت یہ واضح کرنے کیلئے تسلی بخش ہیں کہ ابتدائی لغات میں "عقل" کے معنی موجودہ سے اس قدر منفرد کیسے تھے۔ جس کے نتیجے میں عقل کا اصل جو "رسی" یا "Tether(پتھر)" یا پھر "گھٹنے کی بیماری" سے "تحمل" اور آخر میں "ادراک" تک جا پہنچا۔ جبکہ فعل کے طور پر "روکنا" سے شروع ہو کر "قید کرنے" سے ہوتا ہوا "پختگی" کے معنی کا حامل ہوا ہے۔[7]

پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ عربی لغت کے اعتبار سے عقل وہ قوت تامہ ہے جو اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت انسان کو بہترین رستہ منتخب کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے مگر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین رستہ کون سا رستہ ہے، چونکہ ہر انسان کے نزدیک بہترین رستہ کا معیار اور انتخاب مختلف ہوگا۔ اس مقصد کیلئے ہم قرآن مجید و فرقان حمید کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ کلامِ الٰہی و عقل و خرد کا مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اسی کی رہنمائی علم و آگہی کا نور فراہم کرتی ہے۔

عقل: قرآن کی روشنی میں

قرآن میں عقل کا لفظ بنیادی طور پر فعل کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چونکہ قرآن میں عقل کو "صفت" کے معنی میں لیا گیا ہے۔ نہ کہ ذات کے معنی میں، لہٰذا اس صفت کے استعمال اور اس کے مختلف درجات کو آیات قرآنی میں بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ لفظ عقل کیلئے آیت مبارکہ میں ذکر ہوتا ہے۔

"وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ
بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ"[8]

6 ۔ عبد الحليم عبد الله ، تطور معانى العقل فى الادب العربي من الحسي الى المجرد، مجله لسانيات العربية وادبها ، المجلد 6، اپریل 2025 ، ص:28

7 ۔ ایضاً ،ص: 83

8 ۔النحل:12

(اور اُسی نے تمہارے لیے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، اور تمام ستارے بھی اُسی کی تدبیر (سے نظام) کے پابند ہیں، بے شک اس میں عقل رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔)

عقل کے مختلف درجات جو اس کی روحانی بالیدگی کو واضح کرتے ہیں۔ قرآن میں مختلف الفاظ کے ذریعے ذکر کئے گئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(i) نظر

قرآن میں نظر کا لفظ دیکھنے غور وفکر کرنے اور انتظار کرنے کے معنی میں آیا ہے۔[9] دیکھنے اور غور وفکر کرنے میں موجود فرق ہی انسان کو عطا کیے گئے عقل وشعور کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ:

"فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ "[10]

(انسان کو دیکھنا چاہیے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔)

اس آیت مبارکہ میں سائنسی ومادی مثال کے ذریعے ظاہری نظر یا ظاہری عقل پر زور دیا گیا۔

(ii) تدبر

لفظ تدبر، تدبر، یتدبر، تدبراً عربی مادہ د۔ب۔ر سے ماخوذ ہے۔[11] جس کا مفہوم کسی متن کی گہرائی میں اترنا اور ابتداء سے انتہا تک کا سفر طے کرنا ہے۔[12] قرآن مجید میں تدبر کے لئے جو سب سے مؤثر اسلوب استعمال کیا گیا ہے وہ سوالیہ انداز ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ"[13]

(توکیا یہ غور نہیں کرتے قرآن میں؟)

[9] ۔ڈاکٹر عبد الحکیم درقاوی،مجلۃ البیان، مفہوم النظر فی القران الکریم،2011/7/3ء

[10] ۔الطارق:5

[11] ۔ابن منظور،لسان العرب،مادہ د۔ب۔ر،ص:272

[12] ۔العلوانی،رقیہ طہ جابر،ڈاکٹر،تدبر القرآن الکریم بین النظریہ والتطبیق ،جامع الکتب الاسلامیۃ،الطبع الرابع،2008/1429ھ،ج:1،ص:6

[13] ۔النساء:176

یہاں باطنی رہنمائی حاصل کرنے کیلئے ظاہری عقل و شعور کے ساتھ باطنی روحانگی کو "تدبر" کے معنوں میں بیان کیا گیا ہے تاکہ قرآن کریم کی حکمت کاملہ پر غور و فکر کیا جائے۔

(iii) تبصر

قرآن کریم میں نظر اور بصر کے مفہوم کے فرق کو ان الفاظ میں وضح کیا گیا ہے۔

"وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ"[14]

(اور تم انہیں دیکھو (تو یوں لگے گا) کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔)

چنانچہ آیات ربانی کو دیکھ کر وہی شخص معرفت الٰہی حاصل کر سکتا ہے، جو عقل و بصیرت سے کام لے، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ"[15]

(کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو بنجر غیر آباد زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے؟)

ایک ہی آیت مبارکہ میں "دیکھنے" کیلئے دو مختلف الفاظ کا استعمال حکمت الٰہی کا وہ عنصر ہے جو عقل کی کشادگی اور وسعت کی بدولت ہی سمجھ میں آسکتا ہے۔

(vi) تفکر

انسانی عقل و شعور کو غور و فکر کے پیرائے میں استعمال کرنا تفکر کے زمرے میں آتا ہے، یہ غور و فکر اشیاء کی مادی حقیقت کی بجائے باطنی حقیقت کا راز حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ "[16]

(ان سے پوچھیے کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور و فکر نہیں کرتے؟)

[14] الاعراف:198۔

[15] السجدۃ:27۔

[16] الانعام:50۔

یہ تقابل دراصل نابینا اور بینا کا نہیں بلکہ جہالت اور علم کا تقابل ہے۔ فکری و نظری بصارت کا فرق ہے۔ جو عقل و شعور کو درست پیرائے میں دوڑانے سے حاصل ہو گا۔

(v) تذکیر

قرآن کتاب تذکیر ہے، چونکہ قرآن ہی میں انسان کی بشری کمزوریوں کو بیان کرتے ہوئے قصہ آدم میں حکم الٰہی کی تاکید کے باوجود اسے بھول جانے کا ذکر فرمایا ارشاد ہوتا ہے:

"وَ لَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا"[17]

(اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔)

چنانچہ قرآن مجید میں بار بار یاد دہانی اور تکرار احکامات کا مقصد بھی یہی بتایا گیا کہ عقل والے ہی اس نصیحت کو مقصودِ حکمت سمجھ سکیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ"[18]

(بیشک اس میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔)

وہ عقلِ سلیم جو تعقل، تدبر اور تفکر کے راستے سے گزر چکی ہو۔ وہی تذکیر کا مقام حاصل کر سکتی ہے۔ عقل انسانی کے یہ تمام درجات انسان کو عالم کبیر (کائنات) وعالم صغیر (انسان) کے بارے میں غور و فکر کرنے پر ہی حاصل ہوں گے۔ یہ غور و فکر اگر خالق کائنات کی رہنمائی میں کیا جائے تو یقیناً "خلیفۃ الارض" اپنی ذات اور کائنات کی حقانیت کو پا لے گا. اسی طرح قرآن کریم میں کچھ الفاظ "عقل" کے مترادفات کے طور پر بھی بیان ہوئے ہیں۔ جن میں:

لب :	اولوا الالباب[19]	(جو کہ علماء کے نزدیک اہل عقل کا آخری درجہ ہے)
نهي:	اولي النهي[20]	صحت مند عقل

[17] ۔ طہ:115

[18] ۔الزمر:9

[19] ۔ایضاً

[20] ۔ طہ:54

حجر: الذي حجر [21] عقل والا شخص

قلب : لهم قلوب يعقلون بها[22] قلب کو عقل کے معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔[23]

شامل ہیں۔

قرآنی آیات یہ نکتہ واضح کرتی ہیں کہ عقل انسانی وجود کے ظاہری و باطنی تمام اعضائے رئیسہ کا جزو لاینفک ہے۔ انسان کو عطا کی گئی تمام نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت عقل و شعور ہی ہے جو بصارت کو بصیرت، نصیحت کو عبرت اور فطرت کو ہدایت میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مگر اس مقصد عظیم کیلئے عقل و شعور کا درست سمت سفر کرنا نہایت ضروری ہے۔ ان جہتوں کا تعین ہونا ضروری ہے جو عقل کی پرواز میں شامل سفر ہوں۔ یقیناً ان جہتوں کو اُسی ذات پاک کے اصول و قیود سے مشروط کیا جائے تو کامیابی حاصل ہو گی ورنہ انسانی عقل نے شعور و فہم کے نام پر نظریات کا اک طوفان برپا کیئے رکھا ہے۔ جو یہ نکتہ واضح کرتا ہے کہ خالق کی ہدایت سے قطع نظر کرتے ہوئے تخلیق کے مقصد کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

یہ ہدایت وحی الٰہی کی صورت میں ہمارے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے جس کی وضاحت قرآن کریم نے ان الفاظ میں کر دی ہے۔

" قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ‌ۚ-فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ‌ۚ-وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا‌ؕ-وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ"[24]

(بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آگئیں تو جس نے (انہیں) دیکھ لیا تو اپنے فائدے کے لئے ہی (کیا) اور جو (دیکھنے سے) اندھا رہا تو یہ بھی اسی پر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں۔)

پس جو شخص عقل و بصیرت سے کام لے کر وحی الٰہی کی صداقت کو تسلیم کرلے گا وہی انسانیت کی معراج کو پالے گا۔

---

[21] ۔الفجر:5

[22] ۔الحج:46

[23] ۔ مصری ، ڈاکٹر فاطمہ اسماعیل ،القرآن والنظر العقلی،امریکہ ، المعهد العالمی للفکر الاسلامی، 1993ء ، ص: 95-96

[24] ۔الانعام: 104

عقل: احادیث مبارکہ کی روشنی میں

فرامینِ نبویہ میں عقل کو محض ایک ادراکی قوت کے طور پر نہیں، بلکہ انسانی وجود کے جوہر خاص اور شرعی احکامات کے مدار کے طور پر پیش کیا گیا۔ اسلامی فکر میں "عقل" کو "حجیت باطنی" تسلیم کیا گیا جو وحی کی آفاقی حقیقت کو سمجھنے کے لئے کلیدی آلہ ہے۔ مستند روایات کی روشنی میں عقل وہ نورِ الٰہی ہے جو انسان کو خیر و شر میں تمیز سکھاتا ہے۔ یہی وہ شرط واحد ہے جس پر انسان کی شرعی ذمہ داریوں اوراخروی جوابدہی کا انحصار ہے۔ سیرت مطہرہ میں عقل کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے لگایا جاسکتاہے:

"کرم الرجل دينه و مروءته عقله وحسبه خلقه"[25]

(آدمی کی عزت اس کا دین ہے اس کی شرافت اس کی عقل ہے اور اس کا حسب اس کا اخلاق ہے۔)

جامع ترمذی کی ایک روایت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ عقل محض ذہانت نہیں بلکہ فکری دوراندیشی کا نام ہے۔

"الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت"[26]

(عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے۔)

عقل کی اہمیت کا ادراک ان الفاظ مبارکہ کے ذریعے کروایا گیا۔

"استر شدوا لعاقل تر شدوا ، ولا تعصوه فتندموا"[27]

(عقلمند سے رہنمائی حاصل کرو۔ تم ہدایت پاجاؤ گے اور اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ شرمندہ ہوگے۔)

ایک اور جگہ ارشاد مبارکہ ہے:

---

25 ۔امام احمد بن حنبل،المسند،تحقیق محمد احمد شاکر،قاہرہ،مکتبہ دارالحدیث،طبع اول:1416ھ/1995،رقم:8759

26 ۔امام ترمذی،ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ،الجامع الصحیح ،کتاب الصفۃ القیامۃ و الرقائق و الوداع عن رسول اللہ ﷺ،باب منہ،دار الرسالۃ العالمیۃ،طبع اول:1430ھ/2009ء،رقم : 2459

27 ۔السيوطي، جلال الدين، الجامع الكبير، القاهرة ،جمهورية مصر العربية، الأزهر الشريف الطبعة: الثانية، 1426 ھ/ 2005،ج:1،ص:612

"و ما نجزی یوم القیامة الا بقدر عقله"[28]

(قیامت کے دن انسان کو اس کی عقل کے مطابق ہی جزا دی جائے گی۔)

ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ عقل ہی سے تکلیف شرعی کی اساس اور انسانی فضیلت کا معیار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام جب بھی فکری و تشکیکی سوالات لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیشہ انہیں وحی الٰہی کی روشنی میں تشفی بخش جوابات دیئے۔

کیونکہ حدیث مبارکہ " **انما بعثت معلم** "[29] کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف نقل کی اہمیت ہی نہیں بلکہ عقلی استدلال کی ضرورت کو بھی واضح کرنا تھا اور اس کی مثال ہمیں سیرت طیبہ ﷺ کے بے شمار واقعات سے ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے عقلی و منطقی دلیل کے ذریعے رسالت کا فریضہ سرانجام دیا جیسے کہ مشرکین مکہ کے پرکشش پیشکش کے جواب میں فریضہ تبلیغ سے کنارہ کشی کو سورج چاند کو ہاتھوں پر رکھنے سے مشروط کرنا، حجر اسود کی تنصیب میں عقلی حل پیش کرنا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر عزیمت کا اظہار عقلی فراست کی اعلیٰ ترین مثال شامل ہیں۔

عقلیات کی حدود و قیود

اسلام میں مقتدر اعلیٰ اللہ جل شانہ کی ذات بابرکت ہے جو لازوال، لامحدود اور لامکان جیسی صفات کی مالک ہے۔ اس مالک دوجہاں کے سوا ہر شے مقید، محدود اور متعین ہے۔ عقل انسانی اللہ کی عطا کردہ نعمت عظیم ہے۔ مگر دیگر انعامات کی مانند عقل بھی اپنے خاص دائرہ میں قید ہے۔ عقل کا بنیادی مقصد احکامات الٰہیہ کی حکمتوں سے آگاہی حاصل کرنا ہے مگر عرفان و بصیرت کے اس عمل میں نصوص قطعیہ اور بنیادی عقائد پر سوال اٹھانے کی اجازت ہرگز نہیں دی گئی۔ عقل کے دائرہ کار کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کلام الٰہی میں جہاں ایک طرف "سمعنا واطعنا"[30] کا حکم دیا گیا تو دوسری طرف عقیدت محض کی بجائے

---

[28] ۔ عقیلی، محمد بن عمرو،کتاب الضعفاء الکبیر، بیروت، دارالکتب العلمیة،1984،حدیث : 1770

[29] ۔ابن ماجہ ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی ، جامع السنن ،کتاب السنہ،باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم،سعودی عربیہ،، دار الصدیق،2010ء،رقم:229

[30] ۔البقرة:285

تفکرون،[31] تدبرون،[32] تذکرون [33] جیسے احکامات بھی دیئے گئے۔ پس مقصود اصل یہ جاننا ہے کہ اطاعت کا حکم کہاں ماننا ہے اور غور و فکر کا مقام کون سا ہے؟

عقل انسانی کی غذا علم ہے۔ جو اُسے فعال حالت میں رکھنے کے لئے لازم ہے "علم" بنیادی طور پر دو ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔

ظاہری علم: جو حواس خمسہ سے حاصل ہو۔ (مادی / سائنسی ذرائع)

باطنی علم: جو وحی الٰہی سے حاصل ہو (وہبی ذرائع)

ظاہری علوم پر محیط "عقل" حتمی اور ابدی سچائی کا دعویٰ نہیں کر سکتی کیونکہ ان علوم سے حاصل کردہ فیصلے تجربے اور مشاہدے کی بدلتی ریت پر قائم ہیں۔ جبکہ باطنی علوم سے مستفید "عقل" فطرت انسانی میں ودیعت کردہ تجسس کے عنصر کو مطمئن کرنے میں ناکام رہتی ہے چنانچہ عقل انسانی کو کاملیت کے درجے پر پہنچانے کیلئے ان دونوں ذرائع سے حاصل کردہ علوم پر مکمل عبور رکھنا لازمی ہے۔ کیونکہ کامل عقل ہی "عقل سلیم" یا "فطرت سلیم" کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فِطْرَتَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا "[34]

(اللہ نے ہر انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا۔)

چنانچہ فطرت سلیم عقل اور ایمان کا مجموعہ ہے۔ عقل کے ساتھ ایمان کو مشروط کرنے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ عقل بذات خود معرفت نہیں بلکہ ذریعہ معرفت ہے اور یہ ذریعہ عقائد غیب کی حدود میں داخل ہوتے ہی اپنی پرواز کھو بیٹھتا ہے۔ ایمان کی حدود میں داخل ہونے کے بعد عقل کا منصب اعتراض و تشکیک کی بجائے تسلیم و اطاعت کا متقاضی ہے۔ اس اصول کی روشن ترین مثال حضرت ابو بکر کا وہ طرز عمل ہے جس نے انہیں "صدیق" کے درجہ پر فائز کیا۔[35] شریعت اسلامی میں اسلامی احکامات کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

---

31 ۔آلِ عمران:191

32 ۔النساء:82

33 یونس:3

34 ۔الروم:30

35 ۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی ،فتح الباری شرح صحیح البخاری ، بیروت، دار المعرفۃ، 1379،ج:13 ، ص: 406

عبادات: حقوق اللہ (عقائد، ارکان)

معاملات: حقوق العباد (شرعی احکامات، واجتہادی احکامات)

درج بالا احکامات کو مد نظر رکھتے ہوئے عقل کی حدود و قیود کا جائزہ اسلام میں عقل کے مقام کو واضح کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

عقائد اسلامیہ اور عقل

قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے۔

" الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ"[36]

(جو غیب پر ایمان لاتے ہیں)

چونکہ غیب کا تعلق ہی پوشیدہ، چھپی ہوئی، ان دیکھی چیز سے ہے جس کو حواس خمسہ سے متعین نہیں کیا جا سکتا لہذا عقل کا کردار اس مقام پر صرف رہنما کا ہے جو وحی الہی کے تابع رہتے ہوئے ایمان کے امکان اور اس کی ضرورت کو ثابت کر سکے۔ یہاں عقل ایک تابع قوت یا فیصلہ صادر کرنے کے لئے خود مختار نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ مقام عقل و خرد سے بالاتر ہے۔

ارکان اسلامیہ اور عقل

ارکان یا عبادات کا تعلق ایمان کے اظہار سے ہے. جو قربت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"[37]

(میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔)

اگرچہ عقلی طور پر عبادات کے مختلف فوائد و ثمرات پیش کیئے جاتے رہے ہیں ان امور تفصیلات کو حکمتِ دین کی تفہیم کے طور پر تو پیش کیا جا سکتا ہے مگر سبب دین کے طور پر پیش کرنا یقیناً بدعت پرستی کو جنم دینے کا باعث ہوگا۔ چنانچہ اس مقام پر عقل کا مقصد رضائے الٰہی کے حصول کیلئے قلب و جاں کو اطاعت الٰہی کیلئے آمادہ کرنا ہے۔

36 ۔ البقرۃ : 3

37 ۔ الذاریات : 56

شرعی احکامات اور عقل

معاملات کا تعلق چونکہ بنی نوع انسان سے ہے۔ اور انسان کے پاس کامل ترین استدلالی قوت عقل ہی ہے مگر عقل کو قانون تسلیم کرنے کی صورت میں پوری کائنات میں موجود ہر شخص اپنی عقل واصول کو بہترین ثابت کرنے پر دلائل دے گا چنانچہ کسی کا معبود اس کی ذاتی خواہشات ہوں گی اور کوئی سائنسی قوانین کو اصل الاصول قرار دے گا جو کہ معاشرتی انتشار کا باعث بنے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ"[38]

(کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا۔)

اسی بناء پر شریعت نے بنیادی اصول اور اخلاقی حدود متعین کر دیئے تا کہ عقل کو مقید اختیار دے کر گمراہی سے بچا جاسکے ۔ جیسے حد سرقہ کو نافذ کرنے کیلئے کم از کم نصاب کی مقدار، سارق کی عمر اور معاشی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سزا کو مقرر کرنے کا حکم دیا گیا جس کی واضح مثال حضرت عمر فاروق کا اپنے دور خلافت میں دوران قحط حد سرقہ کو منسوخ قرار دینا تھا۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ میں عقل کو مطلق آزادی حاصل نہیں مگر وہ حدود شریعہ کے اندر رہتے ہوئے مسائل کا حل نکالنے میں اہم ذریعہ ہے۔

اجتہادی احکامات اور عقل

اجتہاد وہ میدان عمل ہے جہاں عقل انسانی کو دیگر تمام میادین کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے۔ مگر یہ آزادی نصوص شرعیہ سے بالاتر نہیں جیسا کہ فقہاء کا اصولی موقف ہے کہ

"لا اجتهاد مع النص"[39]

(جہاں صریح نص موجود ہو وہاں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔)

اجتہاد کیلئے محض عقل خام کافی نہیں بلکہ اعلیٰ علمی و عقلی صلاحیتیں بنیادی شرط ہیں چنانچہ جہاں نصوص خاموش ہیں وہاں اجماع، قیاس، استحسان اور مصالح مرسلہ جیسے شرعی دلائل کے تحت وہ نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں جو اسلامی اصول و قوانین کے مطابق ہوں۔

حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

---

[38] ۔ الفرقان : 43

[39] ۔ عبد الكريم زيدان ، الوجيز فی ايضاح قواعد الفقه الكلية،بيروت، موسسة الرسالة ، 2001ء، ص: 214

"انتم اعلم با مور دنیا کم"[40]

(تم اپنے دنیاوی معاملات کو زیادہ بہتر جانتے ہو)

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیاوی معاملات میں عقل اور تجربہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے بشرطیکہ وہ شرعی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ چنانچہ اسلام میں عقل کو قطعی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا گیا بلکہ اُسے معاون و مددگار کی حیثیت سے ایمان اور یقین کی استدلالی قوت کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔

ایمان کی شرط اول قلب و زبان سے تسلیم کرنا ہے۔ ایمان لانے کے بعد عقل کی کسوٹی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی لیے احکام شرعیہ کی اصل مخاطب عقل ہی ہے جسے قرآن میں "قلب" سے بھی واضح کیا گیا ہے۔ کیونکہ عقل ہی وہ واحد ہتھیار ہے جو ایمان بالغیب کی مخالفت کر سکتی ہے۔ اس میدان میں اگرچہ سائنس کا حصہ بھی موجود ہے مگر سائنس عقل انسانی کی ادراکی و حسیاتی قوت سے بھی ایک درجہ کم مشاہداتی و تجرباتی نتائج کی محتاج ہے چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سائنس کے بعد عقل کی منزل ہے اور عقل کے بعد وحی الٰہی کا مقام ہے کیونکہ انسان کیلئے ان قوانین پر عمل کرنا اصولاً لازم و ملزوم ہے جو پائیدار ہوں، تعارض سے پاک ہوں اور مختلف اسباب جیسے جذبات، حالات سے متاثر نہ ہوں۔ عقل کے اصول ان خصوصیات سے مزین نہیں جبکہ وحی الٰہی ان تمام نقائص سے پاک ہے۔ پس ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عقل کا اختتام ہی وحی کا آغاز ہے۔ عقل انسانی ارتقاء میں تو کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔ مگر فکری و روحانی نشو و نما کیلئے اس کا وحی الٰہی کے تابع فرماں رہنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ "خیر الامور اوسطھا" کے مترادف عقل و وحی کا عاقلانہ امتزاج ہی انسان کو احسن تقویم[41] کے درجے پر فائز کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

[40] ۔ مسلم بن الحجاج، امام ابی حسین مسلم القشیری نیشا پوری، المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، کتاب الفضائل باب و جوب امتثال ما قالہ شرعاً دون ماذکرہ ﷺ معایش الدنیا علی سبیل الرای، ج:4، رقم: 6128

[41] ۔ التین: 4

مصادر و مراجع

1۔القران الکریم

2۔ابراہیم انیس، معجم الوسیط، مجمع اللغة العربیة،مکتبة الشروق الدولیة، مصر،2004

3۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت، دار المعرفة،1379

4۔ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، جامع السنن، سعودی عربیہ،، دار الصدیق،2010ء

5۔ابن منظور، لسان العرب، دار اللسان العرب، بیروت، س،ن

6۔اصفہانی، امام راغب، المفردات فی غریب القرآن، دار المعرفة، بیروت

7۔امام احمد بن حنبل، المسند، تحقیق محمد احمد شاکر، قاہرہ، مکتبہ دارالحدیث، طبع اول:1416ھ/1995

8۔امام ترمذی، ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، دار الرسالة العالمیة، طبع اول:1430ھ/2009ء

9۔ڈاکٹر عبدالحکیم درقاوی، مجلة البیان، مفهوم النظر فی القران الکریم،3/7/2011ء

10۔السیوطي، جلال الدین، الجامع الکبیر، القاهرة، جمهوریة مصر العربیة، الأزهر الشریف الطبعة: الثانیة،1426ھ/2005

11۔عبدالحلیم عبداللہ، تطور معانی العقل فی الادب العربي من الحسي الی المجرد، مجلہ لسانیات العربیة وادبها، المجلد6، اپریل2025

12۔عبدالکریم زیدان، الوجیز فی ایضاح قواعد الفقه الکلیة، بیروت، موسسة الرسالة،2001ء

13۔عقیلی، محمد بن عمرو، کتاب الضعفاء الکبیر، بیروت، دار الکتب العلمیة،1984

14۔العلوانی، رقیہ طہ جابر، ڈاکٹر، تدبر القرآن الکریم بین النظریہ والتطبیق، جامع الکتب الاسلامیة، الطبع الرابع،2008

15۔مسلم بن الحجاج، امام ابی حسین مسلم القشیری نیشاپوری، المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع

16۔مصری، ڈاکٹر فاطمہ اسماعیل، القرآن والنظر العقلی، امریکہ، المعهد العالمی للفکر الاسلامی،1993ء